Bi-Annual URDU
Vol. 100, No. 2, Jul-Dec 2024

ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

ثوبیہ ارشد ❁
ڈاکٹر طاہرہ اقبال ❁❁

تانیثی نظریات کا مطالعہ اسلامی تناظر میں

A Study of Feminist Ideas in Islamic Context

By *Sobia Arshad, Research Scholar, Dept. of Urdu, Rifah International University, Faisalabad Campus.*

Dr. Tahira Iqbal, Prof., Dept. of Urdu, Rifah International University, Faisalabad Campus.

Abstracts

The innate connection between men and women, dating back to the beginning of creation, has been pivotal in shaping today's advanced civilization. Despite Islam bestowing equal rights upon women, many other societies deprived them of these rights. The gradual emergence of feminist theories, particularly in the late 18th century, was fueled by the growing dissent against such injustices. Islam, existing 1400 years ago, not only granted women equal rights but also presented a comprehensive feminist theory, advocating for their freedom and dignity. This article explores fundamental feminist theories within the framework of Islamic teachings, encompassing liberal feminism, radical feminism, and socialist feminism. Islam endorsed women's autonomy, allowing them the right to choose

❁ ریسرچ اسکالر، شعبۂ اردو، رفاہ انٹر نیشنل یونی ورسٹی، فیصل آباد کیمپس
❁❁ پروفیسر، شعبۂ اردو، رفاہ انٹر نیشنل ورسٹی، فیصل آباد کیمپس

life partners, as articulated by Prophet Muhammad. The religion delineates distinct roles and virtues for women as daughters, wives, and mothers. Islamic feminism seeks to dispel misconceptions arising from misinterpretations, while historically, liberal feminism emerged first within the broader women's liberation movement, aiming to emancipate women from societal, economic, and political constraints.

Keywords: Civilization, Feminist theories, Women's rights, Autonomy, Injustice, Misconceptions.

عورت اور مرد کا لازم و ملزوم تعلق آغازِ آفرینش سے ہی چلتا آرہا ہے۔ دورِ حاضر تک تہذیب و تمدن کے اس سفر میں جو مسائل مرد نے اُٹھائے عورت بھی اس کے شانہ بشانہ رہی۔ آج کی اس ترقی یافتہ تہذیب کے لیے پیش کی گئی دونوں کی خدمات مسلم ہیں۔ اسلام نے جس عورت کو حقوق میں مرد کے برابر قرار دیا تھا وہی عورت دوسرے سماج اور مذاہب میں تمام حقوق سے محروم کر دی گئی اور اس پدر سری نظام کے تند و تیز جھونکوں کے تھپیڑوں میں اس کی حیثیت تاش کے پتوں کی طرح بکھر گئی۔ جب عورت کی قوتِ برداشت جواب دینے لگی تو اٹھارہویں صدی کے اختتام پر صدائے احتجاج آہستہ آہستہ بلند ہونے لگی جو کہ جدید دور میں نظریہ تانیثیت کے معرضِ وجود کا سبب بنی۔

تانیثیت عربی زبان کے لفظ "تانیث" سے مشتق ہے انگریزی میں اس کا متبادل لفظ Feminism اور لاطینی میں اس کا مترادف Femine ہے۔ اس حوالے سے آکسفورڈ لرنرڈ کشنری میں Feminism کے بارے کچھ یوں لکھا گیا ہے:

> Feminism: The belief and aim that woman should have the same rights and opportunities as we; the struggle to achieve this aim.(1)

فیمینزم یا تانیثیت کا لفظ شروع میں صنفِ نازک کے خصائص کی عکاسی کرتا تھا پھر رفتہ رفتہ بطور ایک اصطلاح رائج ہو گیا۔ دورِ حاضر میں یہ اصطلاح اپنے اندر وسیع معنی و مفہوم کے ساتھ حقوقِ نسواں کے حصول کے لیے مستعمل ہے۔ آج یہ اصطلاح خواتین سے متعلق ان کے حقوق کی پہچان اور معاشرے میں مردوں کے برابر

ان حقوق کا حصول اور عورتوں کی انفرادیت کو اجاگر کرنا ایک تحریک کی صورت میں واضح ہونا شروع ہو گئی۔ تانیثیت یا فیمنزم دراصل ایک ایسی فکر، فلسفہ اور تصور ہے جو معاشرتی زندگی میں مرد و زن کے حقوق میں توازن کی جد و جہد ہے جہاں عورت کو بھی مرد کی مانند معاشرے کا ایک فعال فرد تصور کرتے ہوئے اس کی صلاحیتوں کا اعتراف کرنا ہے۔ اس تناظر میں ڈاکٹر ناصر عباس نیر اپنی کتاب "جدید اور مابعد جدید تنقید" میں لکھتے ہیں:

> نسوانی تنقید عورت کے شعورِ ذات کی پیداوار ہے۔ اس مکتب میں بین السطور یہ احساس بہت شدید ہے کہ عورت کو یا تو تاریخ سے باہر رکھا گیا یا حاشیہ پر۔ (۲)

۱۷۹۲ء میں میری وولسٹن کرافٹ نے جو کتاب لکھی اس کا نام "عورتوں کے حقوق کی حمایت" تھا لہٰذا انھیں "تحریکِ نسواں" کی بانی قرار دیا جاتا ہے، بعد ازاں ۱۹۲۹ء میں برطانوی دانش ور " ورجینیا وولف "، جنھیں تانیثیت کے اولین علم برداروں میں شمار کیا جاتا ہے نے اپنے مضمون *A Room of One's Own* میں خواتین کے بارے میں مردوں کے غیر منصفانہ رویے کی نشاندہی کی تھی کہ مردوں نے خواتین کو اپنے سے کم تر سمجھا ہوا ہے اور معاشرے میں اس کے کردار کا تعین کیا ہے۔ تانیثیت اور اس سے منسلک تحریکوں کا بنیادی مقصد عورت کو مرد کے مقابلے میں شناخت دلا کر بنیادی حقوق دلانا تھا۔ مغرب نے عورت کو ہمیشہ زیرِ تسلط ہی رکھا لہٰذا اس تحریک نے بھی مغرب میں سر اٹھایا اور وقت کے ساتھ ساتھ پوری دنیا میں پھیل گئی۔

اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے جو تمام انسانیت کے لیے امن و سلامتی کا علمبردار ہے لہٰذا اسلام نے جو حقوق عورت کو عطا کیے وہ آج کے جدید دور میں بھی کوئی مذہب یا معاشرہ دینے سے قاصر ہے۔ آج سے چودہ سو سال قبل نہ تو کوئی تانیثی نظریہ تھا نہ فمینسٹ کا وجود لیکن اسلام نے ایک مکمل تانیثی نظریہ عورت کی آزادی اور اس کے حقوق کی بازیابی کا پیش کر کے عورت کے وقار کو بلند کیا۔ اس آرٹیکل میں تانیثیت یا فیمنزم کے بنیادی نظریات کا اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں مطالعہ کیا گیا ہے وہ درج ذیل ہیں:

الف۔ حریت پسند تانیثیت

ب۔ انتہا پسند تانیثیت

ج۔ اشتراکی تانیثیت

مقالہ ہذا میں تانیثیت کے ان تین بڑے نظریات کا اسلامی تعلیمات کے تناظر میں جائزہ لینے کے بعد اسلامی تانیثیت کا مختصر ذکر کیا گیا ہے جس کا ماننا ہے کہ " معاشرے میں عورتوں پر ہونے والے ظلم و ستم اور عدم

Bi-Annual URDU
Vol. 100, No. 2, Jul-Dec 2024
ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

مساوات کی اصل وجہ غلط رسم ورواج اور اسلام کی غلط تفسیر و تبیین ہے۔"

حریت پسند تانیثیت

تانیثیت کی تاریخ میں جو نظریہ سب سے پہلے سامنے آیا وہ حریت پسند تانیثیت کا تھا۔ فیمینزم یا تانیثیت کی تحریک نے جس مقصد کے لیے آواز بلند کی وہ عورت کی آزادی ہی تھی۔ عورت کو سماجی، معاشی اور سیاسی قیود سے آزادی اس تحریک کا سب سے پہلا اور مرکزی نقطہ تھا۔ زمانہ قدیم میں عورت کی آزادی تو دور کی بات اس کے وجود کو مرد کے برابر تسلیم کرنا بھی جرم تھا۔ تاریخ شاہد ہے کہ تعداد میں عورتیں مردوں کے مقابلے میں ہمیشہ اکثریت میں رہیں لیکن عورت کو کبھی بھی مرد کی ہمسری نصیب نہ ہوئی بلکہ عورت مرد کے زیرِ تسلط ہی رہی۔ یونان اور روم جیسی تہذیبوں میں بھی عورت کو شیطان کا مظہر مانا جاتا تھا۔ عورت کے ساتھ ظلم و جبر اور بے دردی کا یہ سلوک دوسری اقوام اور تہذیبوں میں بھی رائج تھا۔ علامہ طباطبائی ماضی بعید کی اقوام میں عورتوں کی حالت اور ان کے مقام و مرتبے کے بارے لکھتے ہیں:

> اس سلسلے میں جو چیز قوموں کے درمیان مشترک تھی وہ یہ تھی کہ ان قوموں کی نظر میں عورت کو کسی قسم کی آزادی اور حریت کا حق نہیں تھا۔ نہ ارادہ میں اور نہ عمل میں، بلکہ زندگی کے ہر شعبے میں مرد کی ولایت و سرپرستی میں ہوا کرتی تھی۔ وہ نہ کسی کام کو اپنی مرضی سے سرانجام دے سکتی تھی اور اجتماعی مسائل میں سے کسی ایک میں بھی مداخلت کرنے کا اختیار نہیں رکھتی تھی۔ (۳)

اسلام کے ظہور اور عورتوں کے حقوق کے ابلاغ کے بعد عورت کی تحقیر کرنے اور اسے پست سمجھنے کی فضا بدل گئی اور مسلمانوں پر فرض ہو گیا کہ عورت کو محترم سمجھیں اور اس کے حقوق کی رعایت نہ کرنے پر سزا کا مرتکب ہونا پڑے گا۔ مغرب میں جہاں دوسری تبدیلیاں رونما ہوئیں وہیں عورتوں کے حقوق کے لیے آوازیں بلند ہونا شروع ہو گئیں لہٰذا عورتوں نے اپنے حقوق کی بحالی اور دفاع کے لیے تحریکیں چلانا شروع کیں چناں چہ یہ تحریکیں "فیمینزم" کے نام سے مشہور ہوئیں۔ فیمینزم کی تحریکیں بنیادی طور پر دو گروہوں میں تقسیم کی جاسکتی ہیں جن میں سے ایک " لبرل فمینزم" یعنی حریت پسند تحریک ہے۔ حریت پسند تانیثیت کے نظریات میں سے

Bi-Annual URDU
Vol. 100, No. 2, Jul-Dec 2024
ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

ایک نظریہ بھی ہے کہ ” عورت کو معاشرے میں اسی طرح آزاد ہونا چاہیے جس طرح مرد آزاد ہے۔“

اگرچہ آزادیِ نسواں کی تحریک کی بدولت عورت کو بہت آزادی نصیب ہوئی اور کافی حد تک اسے حقوق بھی مل گئے اس ضمن میں اگر یہ کہا جائے کہ عورت کو اس تحریک کی بدولت وہ حقوق بھی مل گئے جو اسے نہیں ملنا چاہیے تھے تو غلط نہ ہوگا۔ یہ حقیقت ہے کہ زمانہ قدیم سے آج تک عورت مختلف قسم کے ظلم و جبر کا شکار رہی ہے لیکن آج کی نام نہاد آزادی کے جذبے کی بیداری کی داستان سے آشنا ہوں تو آج کی آزاد عورت کے حال پر رحم آتا ہے۔ بعض محققین کا ماننا ہے کہ عورت کی آزادی کی تحریک عورت نے خود نہیں چلائی تھی بلکہ بعض مفاد پرست طبقے نے اپنے مقاصد کے حصول کے لیے عورت کی آزادی کا یہ کھیل کھیلا۔ ”ابن افضل محمدی“ اپنے مقالہ بعنوان ”عورت کی آزادی“ میں لکھتے ہیں:

> جب ۱۷۶۰ء میں برطانیہ میں پہلا صنعتی انقلاب شروع ہوا اور وہ اپنے عروج پر پہنچا تو انھیں ایک بہت بڑی مشکل کا سامنا کرنا پڑا وہ تھی کام کرنے والے لوگوں کی کمی۔ اب ان کے پاس مشینیں بھی بے حساب تھی اور وسائل بھی مگر انکو چلانے اور ان وسائل کو بروے کار لانے کے لیے لوگ موجود نہ تھے۔ وہ پہلے ہی اپنے تمام لوگوں کو استعمال کر چکے تھے۔ یہ انقلاب پوری دنیا میں پھیل رہا تھا اور ان کے پاس اتنے ٹھیکے تھے کہ ان کو پورا کرنا ان کے لیے ناممکن ہو گیا تھا۔ اپنی پیداوار کی طلب کو پورا کرنے کے لیے انھوں نے ایک فیصلہ کیا کہ یہ جو عورتیں گھروں میں بیٹھی ہیں ان کو باہر لایا جائے اور ان سے کام کروایا جائے۔ (۴)

آج کی عورت اس قدر آزاد ہو گئی کہ بازار میں اس کی نہ کوئی قیمت رہی اور نہ حیثیت، آج دس روپے کی چیز بیچنے کے لیے عورت اپنے جسم کی نمائش کرتی ملتی ہے۔ آج فلموں، اشتہارات، گلیوں بازاروں اور سیاسی و سماجی جلسوں میں عورت کی غیر اخلاقی حاضری نے عورت کو یہ باور کرادیا کہ وہ آزاد ہے لیکن حقیقت میں وہ آزاد نہیں ہوئی اس کی آزادی میں اس کا اپنا فائدہ کم ہوا جبکہ سرمایہ دار عیاشوں کو اس کا استحصال کرنے کا موقع ضرور ملا۔ آئیے اب اسلام میں عورت کی آزادی کے تصور کا جائزہ لیتے ہیں۔

حضورِ اکرم ﷺ کی بعثت کے وقت عورت کی جو حیثیت پورے عالم میں تھی اس سے دنیا بخوبی واقف ہے۔ اسلام عورت کو ہر طرح کی قدرت سے آزاد تصور کرتا ہے چاہے وہ سیاسی ہو، خانوادگی ہو، علمی ہو یا کوئی اور۔ چناں چہ ولی اور سرپرست کی قدرت سے عورت کی آزادی کے سلسلے میں آپ ﷺ نے فرمایا:

> عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، "بیوہ عورت اپنے ولی (سرپرست) کے بالمقابل اپنے بارے میں فیصلہ کرنے کا زیادہ حق رکھتی ہے اور کنواری (لڑکی) سے اس کی شادی کی اجازت لی جائے گی۔ اور اس کی اجازت (اس سے پوچھے جانے پر) اس کا خاموش رہنا ہے۔ (۵)

اس طرح بہت سی روایات ملتی ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں اظہار نظر میں آزاد تھیں حتیٰ کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بحث کر لیا کرتی تھیں۔ یہ اس وقت اور اس ماحول کی بات ہے جب عورتوں کو حتیٰ کہ اپنے شوہروں کا جواب دینے کی بھی اجازت نہ تھی۔ اس طرح اسلام نے عورت کو صدیوں پہلے وہ حق دے رکھا تھا جس کے لیے آج تحریکیں چلائی جارہی ہیں۔

حریت پسند تانیثیت کا نظریہ ہے کہ " عورت کی کمزوری اور محرومیت کی اصل وجہ عورت کو شہری حق نہ ملنا ہے، چناں چہ اگر عورت کو مردوں کی طرح بھی شہری حق مل جائے تو ان کی محرومی دور ہو جائے گی۔"

ظہورِ اسلام سے قبل عورتیں اپنے نفس و مال کی مالک نہ تھیں اور انھیں تجارتی سامان کی طرح خریدا اور بیچا جاتا تھا۔ انھیں شوہر کے انتخاب کا حق اور مال و جائیداد میں وراثت کا حق نہ تھا بلکہ وہ خود مال کی طرح میراث میں رکھی جاتی تھیں۔ مذہبی رسومات میں ان کے لیے کوئی مقام نہ تھا یہاں تک کہ عورتوں کو قتل کر دینا اور انھیں زندہ درگور کر دینا عام تھا۔ اس عمل کو معاشرے میں عزت و شرافت کی علامت شمار کیا جاتا تھا۔ وہ اموال جو عورتوں کو جہیز، مہر یا تحفے کے عوض ملا کرتے تھے انھیں اس میں تصرف کا حق نہ تھا بلکہ ان کے شوہر کے خاندان والے اس میں تصرف کرتے تھے۔ جو عورتیں مالدار ہوا کرتی تھیں انھیں شادی کرنے کی اجازت نہ تھی یہاں تک کہ وہ اپنے سرپرستوں کی ماتحتی میں مر جائیں اور وہ مال ان لوگوں کو مل جائے۔

اسلام ایک سماجی مذہب ہے اور عورت کو سماج کا ایک فرد تصور کرتا ہے لہٰذا ظہورِ اسلام کے ساتھ ہی عورت کو اس کے تمام حق مل گئے جس میں ایک شہری حق بھی ہے۔ اسلام عورت کو ایک آزاد انسان ہونے کے ناتے خود مختار، اپنے اموال میں پوری طرح تصرف کرنے کا حق دیتا ہے اس کے علاوہ مردوں کو تاکید کرتا ہے کہ عورتوں سے محبت، اخلاق اور نیکی سے پیش آئیں۔ قرآنِ کریم میں ایک سورۃ کا نام "سورۃ نساء" اور دوسری "سورۃ مریم" کے نام سے ہے۔ اسلام نے عورت کو شوہر کے انتخاب کا نہ صرف حق دیا بلکہ پوری طرح آزاد بھی رکھا اور جبری نکاح کو منع کیا۔ عورت کے لیے ہر قسم کے حقِ ملکیت کو ثابت کیا اور جائز تصرف کو خواتین کا حق تصور

Bi-Annual URDU
Vol. 100, No. 2, Jul-Dec 2024
ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

کیا۔ مردوں کی طرح عورتوں کو بھی وصیت اور میراث کا حق دینے کے ساتھ ساتھ خرید و فروخت کا اختیار دیا۔ قرآنِ کریم میں عورتوں کے لیے مال کی ملکیت اور وراثت کے حق کو اس طرح بیان کیا گیا ہے:

مردوں کے لیے ان کے والدین اور اقربا کے ترکے میں ایک حصہ ہے اور عورتوں کے لیے بھی ان کے والدین اور اقربا کے ترکہ میں سے ایک حصہ ہے وہ مال بہت ہو یا تھوڑا یہ حصہ بطور فریضہ ہے۔[۶]

حریت پسند تانیثیت کا نظریہ ہے کہ:

"مرد سالاری نظام میں غلط افہام و تفہیم عورتوں پر ظلم و ستم کا سبب ہے۔"

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فکر و فہم کی قوت مرد اور عورت دونوں میں برابر سے عطا کی ہے اور اسلامی نقطہ نظر سے گھر کے اندر زن سالاری کا نظام ہونا چاہیے اور گھر کے باہر مرد سالاری نظام تا کہ سماج کی ثقافت کو توازن کا برقرار رکھا جاسکے۔ معاملہ اس وقت بگڑتا ہے جب دونوں میں سے کوئی ایک فریق اپنے فرائض سے غفلت برتے یا اپنی حدود و قیود اور اختیارات سے تجاوز کرے۔ اس لیے اسلام میں نہ مرد سالاری کا تصور ہے اور نہ زن سالاری کا بلکہ اسلام انسان اور انسانیت کی سالاری کا پیغام دیتا ہے کہ جس معاشرے میں انسانیت کی سالاری ہوگی وہاں ظلم و ستم، تشدد و جبر کے واقعات نہ ہونے کے برابر ہوں گے۔

حریت پسندوں کا ایک نظریہ ہے کہ:

خواتین کو مردوں کے مساوی تعلیم کا حق ملنا چاہیے کیوں کہ تمام انسان اپنی عقلی اور اخلاقی صلاحیتوں میں اضافے کا مساوی حق رکھتے ہیں تا کہ اپنے اندر کے انسان کو باقی رکھ سکیں۔

لبرل فیمنسٹ عورتوں کی تعلیم کے مساوی حق کا آج مطالبہ کر رہے جب کہ دینِ اسلام جس کی بنیاد "اقرا" پر ہے یہ حق صدیوں پہلے مرد و عورت دونوں کو دے چکا ہے اور حق تعلیم میں کسی قسم کے امتیاز کا قائل نہیں ہے۔ اسلام میں تعلیم کی اہمیت کا اندازہ اس وقت ہوتا ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ وحی کا پہلا کلام علم سے شروع ہوتا ہے:

اس خدا کا نام لے کر پڑھو جس نے پیدا کیا۔ جس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا ہے۔ پڑھو اور تمھارا پروردگار بڑا کریم ہے۔ جس نے قلم کے ذریعے تعلیم دی اور انسان کو وہ سب کچھ بتایا جو اسے نہیں معلوم تھا۔[۷]

اسلام میں حصولِ علم کو بے پناہ اہمیت حاصل ہے نتیجے میں علما کو بھی بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے، اس

Bi-Annual URDU
Vol. 100, No. 2, Jul-Dec 2024
ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

سلسلے میں بہت سی روایات مختلف کتب میں ملتی ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے تاریخ انسانیت میں پہلی اور آخری بار تعلیم دینے کو جنگی غنیمت کے بجائے قبول فرمایا۔

> رسولِ اکرم ﷺ نے گھر والوں کی تعلیم کو بھی بہت اہمیت دی ہے ایک عورت "الشفا" نام کی جس نے جاہلیت کے زمانے میں لکھنا پڑھنا سیکھ رکھا تھا۔ پیغمبرِ اسلام کے گھر آتی تھی اور ان کی عورتوں کو لکھنا پڑھنا سکھاتی تھی۔ (۸)

حریت پسند فمنیسٹ گروہ کا نظریہ ہے کہ:

> معاشرے کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ عمومی اور خصوصی اور عورت کو چاہیے کہ عمومی میدان میں آئے۔

اسلام خواتین کو عمومی میدان میں آنے کی پوری اجازت دیتا ہے۔ آج دنیا میں وہ ممالک جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے اس کی واضح مثالیں کہ پارلیمنٹ میں خواتین کی نمائندگی ہے اور وہ بڑے بڑے سیاسی عہدوں پر بھی فائز ہیں۔ سرکاری وغیر سرکاری اداروں میں مردوں کے شانہ بشانہ کام کر رہی ہیں۔

اسلام عورتوں کے عمومی میدان میں آنے کا مخالف نہیں مگر اس کی مسلمہ شرط حفظ عفت و پاک دامنی ہر مقام پر مقدم ہے، لہٰذا عورت اپنی شرعی حدود میں رہ کر عمومی میدان میں وہ تمام امور انجام دے سکتی ہے جو ایک مرد انجام دے سکتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے دور میں عورتیں جنگوں میں اپنی ذمے داریاں پوری کیا کرتی تھیں جیسے کہ؛ زخمیوں کی دیکھ بھال، بیماروں کی تیمارداری، جنگی مورچے پر وسائل کی فراہمی۔ فوجیوں کے لیے کھانا بنا اور زخمیوں کی مرہم پٹی وغیرہ جیناں چہ اُمِ عطیہ کہتی ہیں:

> میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سات غزوات میں شرکت کی تھی، مردوں کی غیر موجودگی میں ان کے ڈیروں میں رہتی، ان کے لیے کھانا بناتی، زخمیوں کا علاج کرتی اور بیماروں کی دیکھ بھال کرتی تھی۔ (۹)

انتہا پسند تانیثیت

اٹھارہویں صدی کے آخری عشروں میں حریت پسند تانیثیت نے عورت کی آزادی کا جھنڈا بلند کیا اور

مختلف قسم کی حدود و قیود سے آزادیوں کا مطالبہ کیا، پھر مارکسی تانیثیت نے اقتصادی اور معاشی آزادی کی بات کی اور عورت کو مرد کی سرپرستی سے آزاد کرا کے خود کمانے اور خود کھانے پر زور دیا اور جب عورت کی آزادی کی ہوا چل پڑی تو اس ریلے میں بہتے بہتے ۱۹۶۰ء تک بات بہت آگے بڑھ گئی اور پوری دنیا میں تانیثیت کی حمایت ہونے کی وجہ سے جرأتوں میں اضافہ ہوا اور نظریات میں شدت پسندی کا عنصر شامل ہو گیا، یوں "انتہا پسند تانیثیت" وجود میں آئی جس کا سرچشمہ امریکا ہے۔ ۱۹۷۰ء کی دہائی میں تانیثیت کی دنیا میں اس نظریے نے نہ صرف یہ کہ اپنا ایک مقام بنا لیا بلکہ دوسرے نظریات کو متاثر بھی کیا اور آج پوری دنیا میں اس نظریے نے نہ صرف اپنا مقام بنا لیا بلکہ دوسرے نظریات کو بھی متاثر کیا۔ آنے والے پیراگراف میں انتہا پسند تانیثیت کے نظریات میں سے چند ایک پر اسلامی تناظر میں بحث کی جائے گی اور ان تقاضوں کی انسانیت کے لیے ضرورت و اہمیت کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جانچنے کی کوشش کی جائے گی۔ انتہا پسند تانیثیت کا نظریہ ہے کہ:

> پدرسری نظام نہ صرف یہ کہ عورتوں پر ظلم و ستم کا سبب ہے بلکہ بنی نوع انسان پر ہونے والے تمام مظالم کی بنیاد ہے لہٰذا اس نظام کو جڑ سے ختم ہونا چاہیے۔

اس نظریے کو سمجھنے کے لیے پہلے پہل ہمیں مرد سالاری نظام کے بارے میں جاننا ہو گا لہٰذا "مرد سالاری سے مراد وہ نظام ہے جس میں مردوں کو عورتوں پر فوقیت و حاکمیت حاصل ہوتی ہے جس کو انگریزی میں Masculanism کہا جاتا ہے۔"

مرد سالاری کا لفظ فیمنزم میں ایک اہم مفہوم رکھتا ہے۔ تمام تانیثی نظریات عورتوں کو محکوم ہونے کے سلسلے میں مرد سالاری کی الگ الگ خصوصیات کی طرف اشارہ کرتے ہیں سوشل اور مارکسی تانیثیت کے حامی مرد سالاری کو زیادہ تر مادی اور سرمایہ داری کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان کا ماننا ہے کہ سرمایہ داری کی پیداوار کا طریقہ مرد سالاری کی کام کی جنسی تقسیم کی وجہ سے قوی ہوتا ہے اور سرمایہ داری کا طبقاتی نظام اور جنسی کام کی تقسیم ایک دوسرے کو شدت عطا کرتے ہیں۔

اسلام "سالاری" کا نہیں بلکہ خدمت گزاری کا دین ہے جہاں عورت اور مرد دونوں کو ایک ہی نفس سے خلق کرنے کی بات کہی گئی ہے۔ جب دونوں ایک ہی نفس ہیں تو اس میں سالاری اور محکومی کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ جس نفس سے مرد کو خلق کیا گیا ہے اسی نفس سے عورت کو تخلیق کیا گیا ہے لہٰذا حاکمیت و محکومیت کا کوئی تصور نہیں ہے۔ قرآنِ کریم میں جس طرح مرد کو عورت کے لیے لباس کہا گیا ہے اسی طرح عورت کو بھی مرد کے لیے

Bi-Annual URDU
Vol. 100, No. 2, Jul-Dec 2024
ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

لباس کہا گیا ہے تو اس مفہوم کے ساتھ سالاری کے کوئی معنی نہیں ہوئے۔ ہاں اگر مرد کو قوام کہا گیا ہے تو اس کے معنی اصلاً تسلط اور حاکمیت کے نہیں بلکہ خدمت اور سرپرستی کے ہیں جس کی بنیاد پر مرد کے اوپر عورت کا نفقہ واجب قرار دیا جاتا ہے۔ ابن منظور نے "لسان العرب" میں "قوام" کے معنی اس طرح بیان کیے ہیں کہ:

> قوام، قیام محافظت اور اصلاح کے معنی میں ہے اور اسی معنی میں قرآن کریم نے سورۂ نساء کی آیت ۳۴ میں بھی استعمال کیا ہے۔ جہاں مرد کو عورت کا قوام یعنی محافظ قرار دیا گیا ہے۔ (۱۰)

اس طرح اسلام کسی بھی سالاری کی تائید نہیں کرتا، نہ مرد سالاری اور نہ ہی زن سالاری بلکہ حفظ نظام کے لیے خانوادہ کا سرپرست و محافظ مانتا ہے جس کے معنی یہ ہرگز نہیں ہیں کہ وہ عورت پر ظلم وزیادتی کرے، یا اس کو حقوق سے محروم کرے۔ اس لیے اسلامی نقطہ نظر سے نہ مرد سالاری صحیح ہے اور نہ اس نظام کے ذریعے عورتوں پر ظلم وستم اور ان کے حقوق سے ان کی محرومی۔

حریت پسند فیمنسٹوں کا نظریہ ہے کہ:

> "عورتوں کو چاہیے کہ وہ زوجہ و ماں کی حیثیت کو ختم کردیں تاکہ مردوں سے مقابلہ کر سکیں۔"

حریت پسندوں کے اس نظریے کے اعتبار سے عورت کی ابتری اور محکومیت کی وجہ اس کا ماں اور زوجہ کا کردار ہے کہ اگر عورت کسی کی زوجہ نہ ہوگی تو اس پر ظلم وستم نہ ہوگا وہ ابتری کا شکار نہ ہوگی اسی طرح سے اگر وہ ماں نہ بنے گی تو بہت سے مسائل سے بری ہوجائے گی جن کی وجہ سے اس کو مرد سے دبنا پڑتا ہے اور اس کی ماتحتی قبول کرنا پڑتی ہے۔

عورت کی پوری زندگی کا تجزیہ کیا جائے تو عورت کی پوری حیات تین پہلوؤں پر گردش کرتی ہے اور اسی میں اس کے وجود کا کمال وزوال مضمر ہے۔ وہ تین پہلو یا عورت کے روپ بطور بیٹی، زوجہ اور ماں کے ہیں۔ اسلام نے عورت کے ان تینوں کردار کو کمال کی منزلیں عطا کی ہیں۔

عورت بطور بیٹی

دنیا میں قدم رکھتے ہی پہلا فطری رشتہ عورت کا جو وجود میں آتا ہے وہ بیٹی کا ہے، ممکن ہے وہ کسی کی بہن نہ

ہو، بھتیجی یا بھانجی نہ ہو لیکن اس کا بیٹی ہونا ناگزیر ہے۔ زمانہ قدیم میں اقوامِ عالم میں بیٹی کی کیا حیثیت تھی بالخصوص جزیرۃ العرب میں کہ جہاں بیٹی کی پیدائش ننگ و عار تصور کی جاتی تھی اور لڑکیوں کو زندہ درگور کر دینا عام تھا۔ قرآنِ کریم میں اس زمانے کے حالات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے:

اور جب ان میں سے کسی کو لڑکی کی بشارت دی جاتی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے اور وہ خون کے گھونٹ پینے لگتا ہے۔ اور قوم سے منہ چھپاتا ہے کہ بہت بری خبر سنائی گئی ہے، اس کو ذلت سمیت زندہ رکھے یا خاک میں ملا دے یقیناً یہ لوگ بہت برا فیصلہ کر رہے ہیں۔ (۱۱)

اس زمانے کے جاہل اور آج کے ترقی یافتہ مہذب معاشرے میں کوئی فرق نہیں وہ اگر لڑکی کو ۹ ماہ پیٹ میں رکھنے کے بعد پیدائش پر زندہ درگور کرتے تھے تو آج کا جدید انسان جو ہر قسم کی ٹیکنالوجی سے لیس پیٹ کے اندر ہی لڑکی کو ختم کر ڈالتا ہے۔ اسلام نے تو عورت کو عزت اور فضیلت دی۔ اسلام ہمیشہ سے ہی مرد و عورت دونوں کا حامی رہا ہے۔ پورے قرآن میں کسی قسم کی تفریق کی بات نہیں کی اور سیکڑوں ایسی روایتیں موجود ہیں جن میں لڑکی کا مرتبہ اور اس کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ چناں چہ اسلام میں لڑکی کو رحمت اور لڑکے کو نعمت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ حدیث میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"جس شخص نے دو لڑکیوں کی ان کے بالغ ہونے تک پرورش کی، قیامت کے دن وہ اور میں اس طرح آئیں گے۔" اور آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو ملایا۔ (۱۲)

عورت بطور زوجہ

عورت کا دوسرا اہم کردار زوجہ کا ہے جب بیٹی پروان چڑھ کر جوانی کی منزلوں میں قدم رکھتی ہے تو ہر ماں باپ کو اپنی بیٹی کی شادی کی فکر ہوتی ہے۔ اسلام میں ازدواج یعنی شادی کا کیا مقام ہے یہ ہماری بحث سے باہر ہے لیکن اتنا بتانا ضروری ہے کہ اسلام میں شادی وہ مقدس رشتہ ہے جو اول تخلیق آدم سے انسانوں کے ساتھ ہے، چناں چہ خداوند عالم نے جناب آدم کو خلق کرنے کے بعد حضرت آدم سے جو پہلی بات کہی وہ یہی تھی کہ:

"تم اور تمھاری زوجہ جنت میں رہو۔" (۱۳)

شادی کے بہت سے فائدے ہیں ان سے ؛ نسل کی بقاء، جسمانی و روحانی سکون، سماج میں اخلاقی سلامتی،

Bi-Annual URDU
Vol. 100, No. 2, Jul-Dec 2024
ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

انسان کی خواہش نفس کی تسکین اور محبت کی حس کی تکمیل اہم ہیں۔

عورت بطور ماں

ماں، عورت کی حیثیت کا وہ بلند ترین مقام ہے جہاں تک دنیا کے کسی مرد کی رسائی نہیں ہے۔ ماں ہونا عورت کے بزرگ ترین افتخارات میں سے ہے۔ دنیا کی پہلی عورت کو زوجہ کے بعد جو مقام سب سے پہلے ملا وہ ماں کا تھا۔ ماں محبت و الفت کا پیکر ہوتی ہے اور اس مرتبے میں آ کر تو انسان کیا حیوان میں بھی وہ محبت پائی جاتی ہے جو کہیں دیکھنے کو نہیں ملتی۔

ریڈیکل فیمنسٹوں کا نظریہ ہے کہ:

> کوئی انسان کبھی عورت پیدا نہیں ہوتا بلکہ مرد اسے عورت بنا دیتے ہیں یا یہ کہ مرد و عورت ہونا یہ مردانہ تہذیب کی دین ہے۔

اسلام ایک دینِ فطرت ہے اور اس کے تمام قوانین فطرت سے ہم آہنگ ہیں۔ اسلام اور قرآن کی نظر میں نوع بشر کی دو جنسیں ہیں ایک مرد اور ایک عورت۔ مرد مرد پیدا ہوتا ہے جبکہ عورت بطور عورت ہی پیدا ہوتی ہے۔ ہر مخلوق اپنی خصوصیات و امتیازات کے ساتھ دنیا میں قدم رکھتی ہے اور اسی اعتبار سے اس کے حقوق و فرائض معین ہوتے ہیں اور ہر ایک کو اپنے مدار و محور میں رہ کر اپنے فرائض ادا کرنا چاہیے تاکہ ہر کسی کو اس کا پورا حق مل سکے۔ تہذیب جنس نہیں بناتی بلکہ جنس تہذیب کو بناتی ہے۔ معاشرہ کوئی صنف نہیں بناتا بلکہ صنف معاشرہ کی تشکیل دیتی ہے۔ یہ انتہا پسندی کی حد ہی تو ہے کہ انسان نظام فطرت سے چشم پوشی کر لے کہ اسے جنس میں کوئی تمیز ہی نہ نظر آئے۔ تہذیب نہ زنانہ ہوتی ہے نہ مردانہ بلکہ ہر وہ تہذیب جس میں نظام عدل کار فرما ہو، وہ تہذیب انسانیت کی تہذیب کہلاتی ہے جس میں نہ مرد کی طرف داری ہوتی ہے اور نہ عورت کی بلکہ قانون فطرت کی حکمرانی ہوتی ہے۔ اسلامی نقطۂ نظر سے مرد اور عورت کو بنانے والا خدا ہے وہ جسے چاہتا ہے مرد بناتا ہے اور جسے چاہتا ہے، عورت بناتا ہے جیسا کہ قرآنِ کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

> آسمانوں اور زمین کی ملکیت اللہ کے لیے ہے اور وہ جو چاہتا ہے خلق کرتا ہے۔ جسے چاہتا ہے بیٹی دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹا دیتا ہے۔[۱۴]

Bi-Annual URDU
Vol. 100, No. 2, Jul-Dec 2024
ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

یہاں بھی خدا بزرگ و برتر نے پہلے بیٹی اور پھر بیٹے کا ذکر کیا ہے، لہٰذا یہ کہنا کہ معاشرہ عورت کو بناتا ہے، سراسر غلط ہے۔ انسان فطری طور پر مرد یا عورت پیدا ہوتا ہے، معاشرہ اس کے اندر اچھے یا برے صفات کا ذمے دار ہوتا ہے یعنی معاشرہ کسی بھی انسان کی تربیت کرنے کے ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔

انتہا پسندوں کا ماننا ہے کہ:

> زنانہ صفات مردانہ صفات سے زیادہ اہم ہیں انسانیت کے نہ صفات زنانہ صفات ہیں نہ کہ مردانہ۔

مرد اور عورت کے درمیان تخلیقی فرق کے ساتھ ان کے صفات میں بھی فرق فطری ہے جس کا تمام علمائے علمِ نفسیات اعتراف کرتے ہیں۔ رفتار و گفتار اور احساس و جذبات مرد و عورت کے درمیان فرق کرتے ہیں اور اس طرح عادات و اطوار میں بھی فرق پایا جاتا ہے۔ یہ ایک فطری امر ہے کہ جس کو کسی قسم کی تعلیم و تعلم کی ضرورت نہیں ہے۔ مرد اور عورت کے درمیان یہ فرق تناسب ہے نہ کہ نقص۔ اس نظریہ تناسب کے پیشِ اسلام کی نظر میں صفات کے اعتبار سے مرد اپنے صفات کے ساتھ کامل اور عورت اپنے صفات کے ساتھ مکمل ہے۔

مغرب نے پہلے عورت کے ناقص ہونے کی صدا لگائی، کبھی وہ مذہب اور کلیسا کی زبان سے کہتے ہیں کہ "عورت کو اس وجہ سے کہ وہ عورت ہے شرمسار ہونا چاہیے" کبھی وہ کہتے ہیں "عورت وہی مخلوق ہے جس کے گیسو دراز ہیں اور عقل کوتاہ ہے"۔

ان تمام باتوں کے بعد آج مغرب اس بات پر مصر ہے اور اپنی جانب سے ہزاروں دلیلیں دے رہا ہے کہ عورت کے مقابلے میں مرد ناقص الخلقت اور پست ہے جبکہ عورت کامل ہے۔ حقیقت میں ایسا نہیں ہے جس طرح مردوں میں ہر طرح کی صفات کے حامل افراد ہوتے ہیں اسی طرح عورتوں میں بھی اچھی بری صفات کی حامل خواتین ہوتی ہیں۔ ظاہری طور پر اور دنیاوی نقطہ نظر سے ایک اچھے مرد کی صفات جسمانی لحاظ سے قوی اور لحیم و شحیم ہونا چاہیے خوب صورت اور خوبرو ہونے کے ساتھ ساتھ مالدار اور تعلیم یافتہ ہو تو اسے بہتر سے بہترین بنا دیتی ہے۔ معاشرے میں عام اخلاقیات کو بھی مرد کی بہتری کی علامت تصور کیا جاتا ہے چناںچہ لوگوں سے مل جل کر رہنے والے، ملنسار اور ہنس مکھ مرد کو بھی لوگ ایک اچھا مرد تصور کرتے ہیں لیکن اسلام نے ایک اچھے مرد کی جو صفات بیان کی ہیں وہ مذکورہ خوبیوں کے ساتھ ساتھ کچھ اور بھی ہیں۔ ان اوصاف میں تقویٰ اور پرہیزگاری بنیادی اہمیت کے حامل ہیں۔ اسلامی نقطۂ نظر سے زوجہ کا احترام ایک اچھے مرد کی صفات میں سے ہے، ساتھ ہی ذمے داری

Bi-Annual URDU
Vol. 100, No. 2, Jul-Dec 2024
ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

کا احساس رکھنا بھی ایک مرد کی خصوصیات میں شمار ہوتے ہیں۔

ریڈیکل فمنسٹوں کا نظریہ ہے کہ:

تانیثی تحریک ایک زنانہ تحریک ہے اور کوئی مرد اس تحریک میں عورت کے حقوق کا دفاع نہیں کر سکتا۔

اگرچہ اٹھارہویں صدی سے خواتین کی تحریکیں آزادی اور حقوق کی بازیابی کے لیے فعال ہیں لیکن ان کی آواز ظلم کے خلاف، حقوق کے پامال کیے جانے کے خلاف ہونے کی وجہ سے ان تحریکوں میں ایک عمومیت کا جذبہ شامل ہوا کہ یہ تحریکیں صرف زنانہ نہ رہیں بلکہ ہر ظلم و ستم کے خلاف آواز بن گئیں۔ مارکسی تانیثیت کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کارل مارکس کی تحریک کسی صنف سے مخصوص نہ تھی بلکہ سرمایہ داری کے خلاف آواز تھی جس کا شکار مرد و عورت سبھی تھے اور جب سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف آواز اٹھی اور غریب مزدور طبقے کو ان کے حقوق دینے کی بات آئی تو اس میں عورتیں بھی شامل ہو گئیں لہٰذا یہ کہنا کہ تحریک صرف عورتوں سے مخصوص ہے غلط ہے۔ نیز خواتین کی آزادی و حقوق کے لیے آواز اٹھانے والی صرف عورتیں ہی نہیں بلکہ مردوں نے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور ہر طرح کی حمایت کی، کتابیں اور مقالے لکھے اور متعدد مواقع پر تقاریر کر کے تحریکِ نسواں کی حمایت کا اعلان کیا۔ اگر تانیثی تحریک خواتین پر ہونے والے ظلم و ستم کے خلاف ہے تو اسلام اس تحریک کے ساتھ ہے اس لیے کہ اسلام ظلم و ستم کی مخالفت کرتا ہے اور ظالم کی کسی بھی قسم کی مدد کرنے سے منع کرتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اور ظالموں کی طرف نہ جھکو ورنہ تمھیں آگ چھوئے گی اور اللہ کے سوا تمھارا کوئی حمایتی نہیں پھر تمھاری مدد نہیں کی جائے گی۔ (۱۵)

اسلامی نظریات کے مطالعے سے اس بات کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ اٹھارہویں صدی میں خواتین کے حقوق کے لیے آواز اٹھنے سے صدیوں قبل خواتین کی آزادی، حقوق اور عزت و احترام کی آواز اسلام نے بلند کی اور مردانِ مسلمان نے اس سلسلے میں بڑی جد و جہد کی اگرچہ آج ان کو کوئی فیمنسٹ کے نام سے نہیں جانتا لیکن ان مسلمان مصنفین اور مورخین مرد حضرات نے خواتین کے حقوق پر کتابیں اور مقالات تحریر کیے۔

انتہا پسندوں کا نظریہ ہے کہ:

نکاح وہ سخت ترین حربہ ہے جسے مردوں نے عورتوں کو قید کرنے کے لیے استعمال کیا ہے

اور شادی عورت کی قید کا پیغام ہے۔ عورت کو اس قید سے مقابلہ کرنا چاہیے۔ ”انتہا پسندوں کی نظر میں“ عورت کو حتیٰ کہ جنسی لذتوں کے لیے بھی مرد سے بے نیاز ہونا چاہیے۔

خداوندِ عالم نے نظامِ ہستی میں ہر چیز کو جوڑے کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ انسان کے لیے بھی اسی طرح عورت اور مرد کا جوڑا بنایا اور دونوں میں ایک دوسرے کے لیے سکون پیدا کیا۔ ایک کم سمجھ بوجھ رکھنے والا انسان بھی انتہا پسندوں کے اس نظریے کی ابتری کو سمجھ سکتا ہے کہ بنی نوع انسان کی بقا مرد اور عورت کے وجود سے ہے جس میں جنسی تعلقات کا اہم کردار ہے۔ اگر عورت اپنی جنسی لذتوں کے لیے مرد سے بے نیاز ہوجائے گی تو اس کی ہم جنسی کی تسکین کے لیے دوسری عورت کہاں سے آئے گی؟ پھر غیر فطری طریقے سے جنسی خواہشات کو پورا کرنے کے بہت سے منفی اثرات خود انسانی جسم پر اور نتیجے میں سماج پر بھی پر مرتب ہوتے ہیں۔ اس سلسلے میں قرآنی تعلیمات واضح ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

”ہم نے ہر چیز کو جوڑے کی صورت خلق کیا۔“(۱۶)

سورہ مومنون میں فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

مومنین کی ایک خاصیت یہ ہے کہ وہ جنسی مسائل میں خود کو گناہ میں آلودہ ہونے سے محفوظ رکھتے ہیں اور صرف شادی (ازدواج) کے ذریعے ہی اپنی جنسی خواہش کو پورا کرتے ہیں اور جو بھی اس کے علاوہ کسی اور طریقے سے اپنی جنسی خواہش کو پورا کرے گناہ گار ہے۔(۱۷)

جہاں تک جنسی لذتوں کے حصول میں عورتوں کا مردوں سے بے نیاز ہونے کا خیال ہے تو متبادل راہ ہم جنس پرستی ہی کی نکلتی ہے۔ ہم جنس پرستی چاہے مردوں میں ہو یا عورتوں میں، اسلام میں گناہِ کبیرہ شمار ہوتی ہے۔ قبل از اسلام بھی اس قبیح فعل کو قابلِ نفرین ہی سمجھا گیا اور اس کے مرتکب افراد اور اقوام کو اس کا خمیازہ بھی بھگتنا پڑا۔ ان کا ایک نظریہ یہ ہے کہ:

”اسقاطِ حمل عورت کا فطری حق ہے۔“

اسقاطِ حمل کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

۱۔ مختاری اسقاط (spontaneous abortion) خود بخود ہو جانے والا اسقاط اسے حمل گرنا (miscarriage) بھی کہتے ہیں۔

۲۔ مائلی اسقاط (induced abortion) انسانی مداخلت سے جراحی یا کیمیائی طریقوں کے ذریعے کیا جانے والا

اسقاط۔

اوّل الذکر اسقاط کسی بیماری، کمزوری یا فطری وجوہات کی بنا پر ہو سکتا ہے، اس لیے یہ انسان کے دائرہ اختیار سے باہر ہے اور اس کا دوش عورت کو نہیں دیا جا سکتا لیکن مائلی اسقاط سراسر انسانی مداخلت کا نتیجہ ہے، اس لیے اس جرم کی تمام تر ذمے داری بھی انسان پر ہے، چاہے فاعل مرد ہو یا عورت۔ ریڈیکلس کے نزدیک عورت کا حاملہ ہونا ایک جرم ہے اور اگر اس سے یہ جرم سرزد ہو گیا ہے تو عورت کو اسقاطِ حمل کا پورا حق حاصل ہے۔ پوری دنیا میں فحاشی، عریانیت، جنسی آزادی اور بے راہ روی کے عام ہونے کے سبب اسقاطِ حمل کی شرح میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے، خصوصاً مغربی ممالک میں جب سے اس کو قانونی منظوری ملی ہے، اس کی رفتار تیز ہوئی ہے۔

اسلامی نقطہ نظر سے اسقاطِ حمل حرام ہے اور قرآن و حدیث میں اس کے متعلق واضح احکامات موجود ہیں۔ اسلامی قوانین کے مطابق اس کا کفارہ بھی ہے اور اگر بچے میں جان پڑ گئی ہو تو اس کی دیت ہے جو ایک کامل انسان کے برابر ہوتی ہے۔ اسلام میں اس فعل کی سختی سے ممانعت ہے اور قرآنِ مجید کی متعدد سورتوں میں اس سے باز رہنے کی ہدایات موجود ہیں سورہ انعام: آیت نمبر ۱۵۱ میں ارشادِ خداوندی ہے کہ اپنے بچوں کو غربت کے خوف سے قتل نہ کرو، سورہ اسراء: آیت ۲۹ میں فرمایا کہ جس کے قتل کو خدا نے حرام قرار دیا ہے اسے قتل نہ کرو، سورہ ممتحنہ: آیت ۱۲ میں ہے کہ:

"وہ عورتیں اپنے بچوں کو قتل نہ کریں۔"

اشتراکی تانیثیت کے اہم نظریات

۱۔ خلقت دو طرح کی نہیں ہے بلکہ عورت ہونا اسی طرح ہے جس طرح کالا یا گورا ہونا ہے لہٰذا عورت بھی ایک انسان ہے اپنی بعض خصوصیات کے ساتھ۔

۲۔ عورت کی محرومیوں کی وجہ بعض حصوں میں مردسالاری نظام ہے اور بعض میں سرمایادارانہ نظام ہے اور کچھ میں دونوں ہیں۔

۳۔ شادی ایک فطری عمل نہیں ہے بلکہ اس کو بنایا گیا ہے۔ البتہ اس کی مخالفت نہیں کی جا سکتی۔

۴۔ شادی میں خانوادہ کی تشکیل کے لیے دونوں کی طرف سے مساوی شرائط رکھی جائیں۔

Bi-Annual URDU
Vol. 100, No. 2, Jul-Dec 2024
ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

۵۔ موجودہ مرد سالاری نظام میں اصلاح کی جائے تاکہ عورت کو اس کا حق مل سکے۔

اشتراکی تانیثیت

انتہا پسند تانیثیت کے نظریات نے تانیثی تحریک میں ایک طرح کی ہلچل مچادی اور آزادی نسواں کی صدا سے تسلطِ نسواں تک کا سفر کچھ اس شدت سے طے ہوا کہ تفکرات، عقلی اقدار اور عقلانیت سے خارج ہو گئے۔ نظام فطرت کا نہ صرف انکار بلکہ اس کے مقابلے تک کی نوبت آگئی اور اس قسم کے نظریات پیش کر دیے گئے کہ خود خواتین ہی اس تحریک کی مخالف ہو گئیں۔ اسقاطِ حمل اور ہم جنس پرستی جیسے غیر فطری و غیر اخلاقی مطالبات نے تحریکِ آزادی نسواں کو تحریکِ آزاری نسواں میں تبدیل کر دیا جس کے پیشِ نظر کچھ لوگوں نے ان نظریات میں اصلاحات اور اعتدال کا مطالبہ کیا جس کے سبب اشتراکی تانیثیت کا نظریہ سامنے آیا اور اس کے ذریعے انتہا پسندیت کے سدباب کی کوشش کی گئی۔ اشتراکی تانیثیت کا نظریہ ہے کہ:

> خلقت دو طرح کی نہیں ہے بلکہ عورت ہونا اسی طرح ہے جس طرح کالا یا گورا ہونا ہے لہٰذا عورت بھی ایک انسان ہے اپنی بعض خصوصیات کے ساتھ۔

مذکورہ بالا نظریے میں اشتراکی فیمنسٹوں نے ذات اور صفات کو باہم مدغم کر دیا ہے حالاں کہ انسان کی ذات اور صفات دو الگ چیزیں ہیں، جسم کی خلقت ایک چیز ہے اور ہدفِ خلقت ایک دوسری چیز ہے مثلاً کالا ہونا ایک صفت ہے جو مرد و زن دونوں میں ہو سکتی ہے لیکن خلقتِ ذات کے دو حصے ہیں؛ جسم اور نفس، یعنی مرد اور عورت کی جسمانی تخلیق میں فرق ہے اسی لیے اس کے تقاضے بھی مختلف ہیں اور احساسات، جذبات اور فکر و نظر میں بھی فرق ہے۔ اسلامی نقطہ نظر کے مطابق یہ کہنا غلط ہے کہ مرد و زن خلقت میں الگ نہیں ہیں۔ اس بات سے کسی کو انکار نہیں کہ مرد اور عورت کی جسمانی ساخت و ساز جدا ہے اسی طرح ان کی نفسیات بھی الگ الگ ہے اور خلقت کو صفت پر مقائسہ نہیں کیا جا سکتا۔ جہاں تک بات ہے کہ "عورت بھی ایک انسان ہے اپنی بعض خصوصیات کے ساتھ" تو اسے اسلام بھی قبول کرتا ہے، اسے ایک مرد کی طرح انسان ہی مانتا ہے، اس کے لیے انہی انسانی حقوق کی فراہمی کی وکالت کرتا ہے جو ایک مرد کے لیے ہیں۔ قرآن میں جب خطابات وارد ہوتے ہیں کسی خاص صنف (مرد یا عورت) کو مخاطب نہیں کیا جاتا بلکہ "یا ایھا الناس"، "یا ایھا الذین اٰمنو" اور " یا بنی آدم" جیسی تعبیرات کا

Bi-Annual URDU
Vol. 100, No. 2, Jul-Dec 2024
ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

استعمال ہوا ہے جس میں مرد و زن برابر ہیں اور یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اسلام جس طرح مرد کو انسان مانتا ہے اسی طرح عورت کو بھی انسان مانتا ہے۔ اسی طرح اجر و ثواب اور جزا و سزا میں دونوں کو مساوی رکھتا ہے۔

قرآنِ کریم مرد و زن کی حقیقتِ خلقت میں کسی قسم کے فرق کا قائل نہیں بلکہ ہر ایک کی ذمے داریوں پر اعتماد کرتا ہے اور ہر ایک کے فرائض کے سلسلے میں جداگانہ بحث کرتا ہے۔ سورہ نساء کی آیت۔ ا میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

> اے لوگو! ڈرو اس خدا سے کہ جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اس کے ہمسر کو اس کی جنس سے خلق کیا اور اس جوڑے سے بہت مرد و عورت کو وجود بخشا۔ (۱۸)

مذکورہ آیت کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مرد و عورت کی اصل خلقت میں کوئی فرق نہیں ہے، ان کی خلقت ایک گوہر سے ہے اور تمام عورت و مرد کا مبدا ایک ہے۔ تخلیقِ انسانی کی تفصیل سورہ مومنون کی روشنی میں ملاحظہ ہو:

> یقیناً ہم نے انسان کو خالص مٹی سے خلق کیا ہے پھر ہم نے اس کو نطفہ بنایا اور مضبوط جگہ (رحم مادر میں) اس کو قرار دیا۔ پھر ہم نے نطفہ کو علقہ (جما ہوا خون) اور پھر علقہ کو مضغہ (گوشت کا ٹکڑا) بنایا پھر ہم نے اس کو ہڈی میں تبدیل کیا اور اس کے بعد ان ہڈیوں پر گوشت چڑھایا اور پھر اس کو ایک دوسری مخلوق (مرد یا عورت) بنایا، پس بابرکت ہے وہ خدا جو بہترین خلق کرنے والا ہے۔ (۱۹)

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ خلقتِ انسان مرد ہو یا عورت اس میں کسی قسم کا کوئی فرق نہیں اور تمام مراحلِ تخلیق سب کے لیے یکساں ہیں جسے مرد و زن دونوں برابر طے کرتے ہیں البتہ جسمانی اعتبار سے دونوں میں فرق ہے اور خلقت کا حسن اسی فرق میں مضمر ہے۔ لہٰذا قرآنی نقطہ نظر سے مرد اور عورت دونوں انسان ہونے میں ایک ہیں جبکہ جسمانی اور روحانی خصوصیات الگ ہونے کے سبب ان کے فرائض اور ذمے داریاں بھی الگ الگ ہیں۔ یہ کہنا سراسر غلط ہے کہ ان کے درمیان کالے اور گورے جیسا فرق ہے بلکہ دونوں کی جسمانی ساخت و ساز، نفسیات، احساسات اور جذبات میں فرق ہے۔

اشتراکی تانیثیت کا ایک نظریہ یہ ہے کہ:

> عورت کی محرومی کی اصل وجہ کچھ تو مرد سالاری نظام ہے اور کچھ سرمایا دارانہ نظام اور کچھ

دونوں مل کر بنتے ہیں۔

حریت پسند تانیثی نظریے کے مطابق دنیا میں رائج مرد سالاری نظام عورتوں کی محرومی کا باعث ہے جہاں مردوں کی حکومت اور عورتوں کو ثانوی حیثیت حاصل ہے اور انھیں تمام حقوقِ انسانی سے محروم رکھا گیا ہے۔ مارکسی تانیثیت کا یہ ماننا ہے کہ سرمایا دارانہ نظام میں عورتوں کو ان کی مزدوری کی صحیح اجرت ادا نہیں کی جاتی اور ان کی محنت کا ثمر سرمایا داروں کو ملتا ہے جس کے سبب سرمایا دارانہ نظام میں عورت محرومیوں کا شکار رہتی ہے۔ اب اشتراکی تانیثیت اس بات کی قائل ہے کہ یہ دونوں نظام علیحدہ یا مل کر عورتوں کی محرومی کا سبب ہیں۔

اسلام میں مرد سالاری یا عورت سالاری کا کوئی تصور نہیں ہے بلکہ جس نظام کی تاکید اور تائید کی گئی ہے وہ نظامِ عدل ہے اس کی سالار چاہے عورت ہو یا مرد۔ سماج میں اگر عدل حاکم ہوگا تو سالار چاہے کوئی بھی ہو نظامِ عدل میں کوئی محروم نہیں رہے گا۔ اسلامی نقطہ نظر سے مرد اور عورت دونوں حقِ ملکیت رکھتے ہیں اور اسی حق کے تحت وہ اپنے مال میں حقِ تصرف بھی رکھتے ہیں۔ قرآن نے واضح اعلان کر دیا ہے کہ:

"مرد جو کچھ کمائے وہ اس کا مالک ہے اور عورت جو کچھ کمائے وہ اس کی مالک ہے۔" [۲۰]

اسلام ایسے کسی نظام کی ہرگز تائید نہیں کرتا جس میں مزدوروں کی صحیح اجرت نہ دی جائے، کسی کا استحصال کیا جائے، غربا و فقرا کا خیال نہ رکھا جائے اور مال کی ذخیرہ اندوزی کر کے دوسروں کو محروم رکھا جائے۔ ایسا نظام انسانوں نے خود بنایا ہے اور اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں اور ایسا نظام نہ صرف عورتوں بلکہ مردوں کی بھی محرومی کا سبب بنتا ہے۔

اشتراکی تانیثیت کا نظریہ ہے کہ:

"شادی ایک فطری عمل نہیں ہے بلکہ اس کو بنایا گیا ہے۔ البتہ اس کی مخالفت نہیں کی جا سکتی۔"

خالقِ کائنات نے انسان کی فطرت کو اس طرح بنایا ہے کہ اس کے اندر کچھ خواہشات، جذبات اور احساسات رکھے ہیں جن کی تکمیل کی وہ ضرورت محسوس کرتا ہے مثلاً بھوک، پیاس، سردی اور گرمی سے تحفظ کا احساس وغیرہ۔ اسی طرح جنسی خواہشات کی تسکین بھی ایک فطری تقاضا ہے جس کو پورا کرنے کے لیے شادی کی جاتی ہے جس کے ذریعے مرد اور عورت دونوں کے فطری تقاضوں کی تکمیل ہوتی ہے لہٰذا جنسی خواہش ایک فطری جذبہ ہے اس لیے شادی بھی ایک فطری عمل ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ دنیا کی ہر قوم میں مختلف رسوم و رواج اور مخصوص طریقوں سے اس کام کو انجام دیا جاتا ہے تاکہ معاشرہ نظام خانوادہ کے ذریعے محفوظ رہے، خاندان اور نسل

کا تشخص برقرار رہے۔

اسلامی نقطۂ نظر سے شادی وہ مقدس بندھن ہے جو ایک خاص صیغہ یا رسم ورواج کے تحت ایک مرد اور عورت کے درمیان قرار پاتا ہے۔ اس میں کچھ فرائض اور وظائف مرد اور عورت دونوں پر عائد ہوتے ہیں اور یہ انسانوں کا نہیں بلکہ خالقِ کائنات کا بنایا ہوا قانون ہے۔ خداوندِعالم نے سب سے پہلے انسان یعنی آدمؑ کو مخاطب کیا تو فرمایا:

"اے آدم تم اور تمھاری زوجہ جنت میں رہو۔"

یعنی انسان کا انسان سب سے پہلا تعلق زوجیت کا ہے اور خالقِ کائنات نے روزِ اوّل سے ہی زوجیت کا تصور پیش کر کے یہ بات واضح کر دی کہ یہ ایک فطری عمل ہے۔ اگرچہ دورِ حاضر میں پوری دنیا میں ایسی لہر اٹھی ہے جس سے لوگوں میں شادی کی مخالفت کا جذبہ پیدا ہو رہا ہے۔ کہیں جنسی بے راہ روی کی وجہ سے شادیوں کی مخالفت ہو رہی ہے تاکہ آزاد مرد اپنی شہوت کی آگ کو آزادانہ بجھا سکیں اور کسی بھی ذمے داری اور فرض کے متحمل بھی نہ ہوں۔ کہیں عورت مرد کے تسلط اور حکومت سے بچنے اور آزاد رہنے کے لیے شادی نہیں کرنا چاہتی۔ کہیں شادی کی شرائط روز بروز اس قدر سخت ہوتی جا رہی ہیں کہ لوگ شادی کے نام سے خوفزدہ ہیں۔

اشتراکی تانیثیت کا ایک نظریہ یہ ہے کہ:

"شادی میں خانوادہ کی تشکیل کے لیے دونوں طرف سے مساوی شرائط رکھے جائیں۔"

شادی کے ذریعے مرد اور عورت ایک نئی اور مشترک زندگی کا آغاز کرتے ہیں لہٰذا دونوں پر ہی فرائض و وظائف عائد ہوتے ہیں۔ اسلام اس سلسلے میں دونوں کو اپنے ہم سفر کے انتخاب اور بوقتِ نکاح شرعی اور جائز شرائط کی مکمل آزادی اور اختیار دیتا ہے لیکن مساوی شرائط سے اگر کوئی ایسی چیزیں مراد ہیں جن سے مرد، عورت یا کسی اور کا حق ضائع ہو رہا ہو تو اس کی ممانعت ہے۔

اشتراکی تانیثیت کے حامی اگر اسلام کے مسائلِ ازدواج کا بغور مطالعہ کریں گے تو انھیں معلوم ہو گا کہ جس چیز کا آج وہ مطالبہ کر رہے ہیں اسلام نے چودہ سو سال قبل ہی مسلمانوں کو وہ حق ادا کر دیا تھا اور اس پر پابند بھی ہے۔

اشتراکی تانیثیت کا یہ نظریہ ہے کہ:

Bi-Annual URDU
Vol. 100, No. 2, Jul-Dec 2024
ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

”موجودہ مردسالاری نظام میں اصلاح کی جائے تاکہ عورت کو اس کا حق مل سکے۔“

اشتراکی تانیثیت کے اس نظریے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مردسالاری نظام کی مخالفت نہیں کرتا بلکہ اس نظام کو قبول کرتے ہوئے اس میں اصلاح کا مطالبہ کرتا ہے۔ اسلام نہ مردسالاری کی اور نہ زن سالاری کی وکالت کرتا ہے بلکہ اسلام جس نظام کی وکالت اور حمایت کرتا ہے، وہ عدل سالاری ہے کیوں کہ جو خرابیاں اور نقائص مردسالاری نظام میں ہیں وہی زن سالاری نظام میں بھی پائے جاسکتے ہیں۔ زن سالاری نظام کا مطالبہ کرنے والوں کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیے زن سالاری نظام میں مرد محرومیت اور ظلم و ستم کا شکار رہیں گے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

”اور اللہ ظلم کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔“ (۲۱)

لہٰذا سب سے اعلیٰ و افضل نظام عدل سالاری کا ہے چاہے اس کا سالار مرد ہو یا عورت۔ عدالت کی بنیادوں پر قوانین و ضوابط مرتب کیے جائیں گے تو کوئی بھی صنفِ بشر ظلم و ستم اور محرومیت کا شکار نہیں ہوگا اسی لیے اسلام نظامِ عدل کا حامی ہے اور اسی کی وکالت کرتا ہے۔

مجموعی طور پر دیکھا جائے تو عورت کو سب سے زیادہ آزادانہ حقوق دینِ اسلام نے دیے ہیں لیکن بدقسمتی سے اسلامی قوانین اور تعلیمات کی غلط تشریح کی بدولت آج کے سیکولر حضرات نے اسلام کو ایک متعصب دین کے طور پر پیش کیا ہے۔ دورِ حاضر میں علمائے کرام اور مذہبی سکالرز پر یہ ذمے داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات کا اصل تشخص پیش کرتے ہوئے معاشرے میں اس کا پرچار کریں۔ غیر اسلامی حضرات کی غلط فہمیوں کا ازالہ کریں اور دورِ حاضر کے مسائل اور مشکلات کا حل قرآن و حدیث کی روشنی میں پیش کریں۔

حواشی

۱۔ مائیکل ایشبی، (Micheal Ashby)، (مرتب)، *Oxford Advanced Learners Dictionary of Current English as History*، اوکسفرڈ یونی ورسٹی پریس، پاکستان، ۲۰۰۰ء، ص ۵۶۵، بار ہفتم

۲۔ ناصر عباس نیّر، ”جدید اور مابعد جدید تنقید (مغربی اردو تناظر میں)“، (کراچی: انجمن ترقی اردو پاکستان، ۲۰۱۳ء)، ص ۱۳

۳۔ محمد حسین طباطبائی، ”المیزان“، مترجم سیّد محمد باقر موسوی ہمدانی و محمد باقر، (قم: دفتر انتشاراتِ اسلامی، ۱۳۶۳ھ)، ص ۳۹۷، جلد ۲

۴۔ محمد ابنِ فضل اللہ، ”عورت کی آزادی“، شائع کردہ: اردو محفل۔ ملاحظہ ہو: www.urduweb.org/mehfil/threads/80770، رجوع کردہ: ۱۷/ اگست ۲۰۲۴ء

Bi-Annual URDU
Vol. 100, No. 2, Jul-Dec 2024
ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

۵۔ ابو عبدالرحمٰن احمد شعیب نسائی، ”سنن نسائی“، حدیث: ۳۲۶۲، ملاحظہ ہو: -https://islamicurdubooks.com/ur/ hadith/hadith
php?bookid=5&hadith_number=3262.، رجوع کردہ: ۱۹/ ا گست ۲۰۲۴ء

۶۔ قرآنِ کریم، سورۂ نساء، آیت ۷

۷۔ ایضاً، سورۂ علق، آیت ا۔۵

۸۔ محمد تقی فلسفی، ”آیت الکرسی“، (قم: دفتر نشر فرہنگ اسلامی، ۱۳۵۱ھ)، ص ۳۱۵۔۳۱۷

۹۔ محمد ابنِ ماجہ، ”سنن ابنِ ماجہ“، حدیث ۲۸۵۶، ملاحظہ ہو: ?https://www.islamicurdubooks.com/hadith/hadith_.php
vhadith_id=24774، رجوع کردہ: ۱۹/ ا گست ۲۰۲۴ء

۱۰۔ ابوالفضل جمال الدین محمد بن مکرم ابنِ منظور افریقی، ”لسان العرب“، (بیروت: دار صادر، ۱۴۱۴ھ)، ص ۴۹۶، جلد ۱۲

۱۱۔ قرآنِ کریم، سورۂ نحل، آیت ۵۷۔۵۹

۱۲۔ ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری، ”صحیح مسلم“، حدیث: ۲۶۳۱، ملاحظہ ہو: -https://www.islamicurdubooks.com/hadith/hadith-t2
php?tarqeem=2631&bookid=2.، رجوع کردہ: ۱۹/ ا گست ۲۰۲۴ء

۱۳۔ (الف) قرآنِ کریم، سورۃ البقرۃ، آیت ۶۵
(ب) الاعراف آیت ۱۹

۱۴۔ ایضاً، سورۂ شوریٰ، آیت ۴۹

۱۵۔ ایضاً، سورۂ ھود، آیت ۱۱۳

۱۶۔ ایضاً، سورۂ ذاریات، آیت ۴۹

۱۷۔ ایضاً، سورۂ مومنون، آیت ۵۔۷

۱۸۔ ایضاً، سورۂ نساء، آیت ا

۱۹۔ ایضاً، سورۂ مومنون، آیت ۱۲۔۱۴

۲۰۔ ایضاً، سورۂ نساء، آیت ۳۲

۲۱۔ ایضاً، سورۂ آلِ عمران، آیت ۵۷

مآخِذ

ا۔ افریقی، ابوالفضل جمال الدین محمد بن مکرم ابنِ منظور، ”لسان العرب“، بیروت: دار صادر، ۱۴۱۴ھ
۲۔ ایشبی، مائیکل، (Micheal Ashby)، *Oxford Advanced Learners Dictionary of Current English as History*، اوکسفرڈ یونی ورسٹی پریس، پاکستان، بار ہفتم
۳۔ طباطبائی، محمد حسین، ”المیزان“، مترجم سیّد محمد باقر موسوی ہمدانی، محمد باقر، قم: دفتر انتشاراتِ اسلامی، ۱۳۶۳ھ
۴۔ فلسفی، محمد تقی، ”آیت الکرسی“، دفتر نشر فرہنگ اسلامی، ۱۳۵۱ھ

۵۔ نیّر، ناصر عباس، "جدید اور مابعد جدید تنقید (مغربی اردو تناظر میں)"، کراچی: انجمن ترقی اردو پاکستان، ۲۰۱۳ء

مصحف

۱۔ قرآنِ کریم، سورۂ نساء، آیت ۷
۲۔ ایضاً، سورۂ علق، آیت ۱۔۵
۳۔ ایضاً، سورۂ نحل، آیت ۵۷۔۵۹
۴۔ ایضاً، (الف) سورۃ البقرۃ، آیت ۶۵
(ب) الاعراف آیت ۱۹
۵۔ ایضاً، سورۂ شوریٰ، آیت ۴۹
۶۔ ایضاً، سورۂ ھود، آیت ۱۱۳
۷۔ ایضاً، سورۂ ذاریات، آیت ۴۹
۸۔ ایضاً، سورۂ مومنون، آیت ۵۔۷
۹۔ ایضاً، سورۂ نساء، آیت ۱
۱۰۔ ایضاً، سورۂ مومنون، آیت ۱۲۔۱۴
۱۱۔ ایضاً، سورۂ نساء، آیت ۳۲
۱۲۔ ایضاً، سورۂ آلِ عمران، آیت ۵۷

ویب سائٹس

1. www.urduweb.org/mehfil/threads/80770
2. https://islamicurdubooks.com/ur/ hadith/hadith-.php?bookid=5&hadith_number=3262
3. https://www.islamicurdubooks.com/hadith/ hadith_.php?vhadith_id=24774
4. https://www.islamicurdubooks.com/hadith/hadith-t2-.php?tarqeem=2631&bookid=2

Bibliography:

1. Afriqi, Abul Fazl Jamal-ud-Din Muhammad Bin Mukarram Ibn-e-Manzoor, Lisan-ul-Arab, Beirut: Dar Sadir, 1414 AH.
2. Falsafi, Muhammad Taqi, *Ayat-al-Kursi*, Qum: Daftar Intesharat Islami, 1351 AH.
3. Ibn-e-Majah, Muhammad, Sunan Ibn-e-Majah, Hadith No. 2856, See https://www.islamicurdubooks.com/hadith/hadith-t2-.php?tarqeem=2631&bookid=2, visited on 19th Aug. 2024.

4. Micheal Ashby, (Ed.), *Oxford Advanced Learners Dictionary of Current English as History*, Pakistan: Oxford University Press, 2000, 7th Ed.
5. Muhammad Ibn-e-Fazlullah, *Aurat ki Azadi* published on *Urdu Mehfil*, See www.urduweb.org/mehfil/threads/80770, Visited on 17th Au. 2024.
6. Nayyar, Nasir Abbas, *Jadid aur Ma-bad Jadid Tanqid* (Maghribi Urdu Tanazur), Karachi: Anjuman Taraqqi-e-Urdu Pakistan, 2013.
7. Nisa'i, Abu Abdur Ahmed Shu'aib, *Sunan Nisa'i*, Hadith No. 3262, See https://islamicurdubooks.com/ur/ hadith/hadith-.php?bookid=5&hadith_number=3262, Visited on 19th Aug. 2024.
8. *Quran*, Surah *Nisa*: 7.
9. ____, Surah *Alaq*: 1-5.
10. ____, Surah *Nahl*: 57-59.
11. (a) ____, Surah *Baqarah*: 65.
    (b) ____, Surah *A'raf*: 19.
12. ____, Surah Shura: 49.
13. ____, Surah Hud: 113.
14. ____, Surah Zariyat: 49.
15. ____, Surah Mu'minun: 5-7.
16. ____, Surah Nisa: 1.
17. ____, Surah Mu'minun: 12-14.
18. ____, Surah Nisa, 32.
19. ____, Surah Al-e-Imran: 57.
20. Qushayri, Abul Husayn Muslim Bin Hajjaj, *Sahih Muslim*, Hadith No. 2631, See https://www.islamicurdubooks.com/hadith/hadith-t2-.php?tarqeem=2631&bookid=2, Visited on 19th Aug. 2024.
21. Tabataba'i, Muhammad Hussain, *Almeezan*, Trans. by Sayyid Muhammad Baqar Musavi Hamdani & Muhammad Baqir, Qum: Daftar Intesharat Islami, 1363 AH.